<?xml version="1.0" ?>			
<?xml-stylesheet type="text/css" href="home.css"?>			
<Doc id="urd-w-media-	UR00070	"	lang="Urdu">
<Header type="text">			
<encodingDesc>			
<projectDesc>	CIIL-Urdu Corpora, Monolingual Written Text		</projectDesc>
<samplingDesc>	Simple written text only has been transcribed. Diagrams, pictures, tables and verses have been omitted. Samples taken from 20-21,38-39,60-61,80-81,100-101,120-121,140-141,158-159,180-181,200-201		</samplingDesc>
</encodingDesc>			
<sourceDesc> <biblStruct> <source>		NTS	
	<category>	Aesthetics	</category>
	<subcategory>	Literature-Criticism	</subcategory>
	<text>	Book	</text>
	<title>	طلسمِ ہوش ربا	</title>
	<vol>		</vol>
	<issue>		</issue>
</source>			
<textDes>			
	<type>		</type>
	<headline>	تنقید و تلخیص	</headline>
	<author>	ڈاکٹر قمرالہدا فریدی	</author>
	<translator>		</translator >
	<words>	6,162	</words>
</textDes>			
<imprint>			
	<pubPlace>	India- Aligarh	</pubPlace>
	<publisher>	ڈاکٹر قمرالہدا فریدی	</publisher>
	<pubDate>	1999	</pubDate>
</imprint>			
<idno type="CIIL code">		1262	</idno>
<index>		UR00070	</index>
</biblStruct>			

</sourceDesc>			
<profileDesc> <creation>			
	<date>	24-Sep-2007	</date>
	<inputter>	Naseerunnisa	</inputter>
	<proof>	Ayesha, Shahnawaz Alam	</proof>
</creation>			
<langUsage>		Urdu	</langUsage>
<wsdUsage>			
<writingSystem id="ISO/IEC 10646">Universal Multiple-Octet Coded Character Set (UCS). </writingSystem>			
</wsdUsage>			
<textClass>			
<channel mode="w">		print	</channel>
<domain type="public">			</domain>
</textClass> </profileDesc> </Header>			
<text><body>			
<p>	احمد حسین قمر اور ان کے بعد شیخ تصدیق حسین نے طلسم زعفران زار سلیمانی (۱۹۰۵ء) کی ۲ جلدیں اسمعیل اثر کی مدد سے لکھیں۔ اسمعیل اثر اس سے قبل صندلی نامہ ا جلد (۱۸۹۵ء) لکھ چکے تھے۔		</p>
<p>	داستانِ امیر حمزہ کے یہ طویل دفاتر اور ان کے متعلقات جن ادیبوں کے ہاتھوں تکمیل کو پہنچے، افسوس کہ ان کے تفصیلی حالات زندگی اب تک معلوم نہیں ہو سکے۔		</p>
<p>	ہم بس اتنا جانتے ہیں کہ محمد حسین جاہ لکھنؤ کے رہنے والے تھے، مشہور داستان گو بڑے منشی فدا علی کے شاگرد تھے اور اس مناسبت سے چھوٹے منشی کہلاتے تھے۔ انھوں نے ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء میں ایک داستان "طلسمِ فصاحت" لکھی جو چھپی بھی۔ لیکن ان کا اصل کارنامہ طلسمِ ہوش ربا کی وہ ابتدائی چار ضخیم جلدیں ہیں جو مطبع نول کشور سے شائع ہوئیں۔ ۱۸۹۰ء میں منشی نول کشور سے معاوضے کے سلسلے میں تلخی پیدا ہو جانے کے بعد منشی گلاب سنگھ لاہوری کے مطبع سے وابستہ ہو گئے جو اُن دنوں لکھنؤ		</p>

	میں تھا۔ فوری طور پر ہوش ربا کی پانچویں ضخیم جلد کی طباعت و اشاعت گلاب سنگھ کے بس کی بات نہ تھی۔ انھوں نے اس کا محض ایک حصّہ دو ڈھائی سو صفحات پر مشتمل چھاپا جو مقبول نہ ہو سکا۔ ادھر منشی نول کشور کو احمد حسین قمر کی خدمات حاصل ہو گئیں۔	
<p>	احمد حسین قمر نے نہایت تیزی سے ہوش ربا کی پانچویں جلد مکمل کر لی۔ ۱۸۹۱ء میں جلد پنجم کا حصّہ اول مطبع نول کشور سے شائع ہوا تو اس کے سامنے گلاب سنگھ کا چراغ مدھم ہوگیا۔ محمد حسین جاہ پس منظر میں چلے گئے اور اس واقعے کے غالباً آٹھ نو سال بعد ۱۸۹۸ء یا ۱۸۹۹ء میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔	</p>
<p>	احمد حسین قمر کے بارے میں بھی ہماری معلومات محدود ہیں۔ طلسم ہوش ربا جلد ششم میں انھوں نے اپنے مختصر حالاتِ زندگی لکھے ہیں۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ ان کے آبا واجداد عہدِ شاہی میں اچھے عہدوں پر فائز رہے اور ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں دو بھائی شہید ہوئے۔ قمر وکالت کو ذریعۂ معاش بنانا چاہتے تھے لیکن ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں ان کے بھائیوں کے ملوث ہونے کی وجہ سے انھیں سند حاصل کرنے میں ناکامی ہوئی۔ آغا جانی کشمیری کی آپ بیتی "سحر ہونے تک" میں قمر کا ذکر کالج کے پروفیسر اور محمد حسین جاہ کے چھوٹے بھائی کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔ گیان چند نے اسے گپ قرار دیا ہے۔ البتہ یہ بات مصدّقہ ہے کہ قمر ابتداً ذاکر تھے بعد میں داستان گو ہوئے۔ فن داستان گوئی میں کسی کے شاگرد نہ تھے۔ بہ قول گیان چند: قمر بہت زود نویس تھے اور سحر اور رزم لکھنے پر خاص طور سے قادر تھے۔ سب سے پہلے انھوں نے ہوش ربا جلد پنجم کے دو حصے، جلد ششم اور جلد ہفتم لکھیں۔ اس کے بعد ایک طرف تو انھوں نے بقیہ طلسم ہوش ربا کی دو جلدیں تصنیف کیں جن میں طلسمِ ہوش ربا سے قبل کا کچھ حصّہ ہے اور کچھ طلسمِ ہوش ربا کی جلدوں کے متوازی چلتا ہے۔ دوسری	</p>

	طرف انھوں نے ہوش ربا کا سلسلہ اپنے طور پر آگے بڑھایا۔ مروّجہ دفاتر میں ہوش ربا کے بعد صندلی نامہ ہے لیکن ہوش ربا کی جلد ہفتم کے سلسلے میں بالترتیب طلسم فتنۂ نور افشاں، طلسمِ ہفت پیکر، طلسمِ خیال سکندری اور طلسمِ نوخیز جمشیدی کے بعد وہ زعفران زار سلیمانی لکھ رہے تھے کہ ۱۹۰۹ء (صحیح ۱۹۰۱ء) میں اجل نے آدبوچا۔۶ یہ جلد شیخ تصدّق حسین کے ہاتھوں مکمل ہوئی۔	
<p>	"ایک شخص نے کہا: میاں رکابدار تمھارا نام کیا ہے؟ رکابدار نے بتایا کہ فدوی کو استاد چرب دست کہتے ہیں اور پکارنے کا نام خورد برد ہے۔ لوگوں نے کہا: دونوں نام اسم بامسمیّ ہیں۔ کیا کہنا! ایک نے کہا: دیکھیے، یہ مٹھائی کے طائر کیا عمدہ بنائے ہیں۔ دوسرا بولا کہ کیوں میاں چرب دست! ایسا جانور بھی بنا سکتے ہو جو اُڑ سکے؟ رکابدار نے کہا: جناب! آپ کو وہ مرغا بنا کر دکھاؤں جو گھر تک اُڑتا ساتھ جائے۔ اس کلام پر سب نے قہقہہ لگایا کہ میاں چرب دست بڑے ظریف معلوم ہوتے ہیں۔ ظلمات نے کہا: جواہر میں تولنے کا آدمی ہے لیکن ایسا شخص اور مفلوک رہے! افسوس!" (جلد اوّل۔ ص ص ۵۴۱۔۱۴۲)	</p>
<p>	"شہزادے نے ارشاد فرمایا کہ گُلِ بوستانِ خوبی و اخترِ سپہر محبوبی! تم شمع کس انجمنِ دل افروز کی ہو؟ اپنا نامِ نامی ظاہر کرو اور اپنے دین و آئین کا پتا بتاؤ۔ اگر مذہب اسلام رکھتی ہوگی تو ہم یہ شراب پییں گے اور نہیں تو ہم کہاں اور تم کہاں! ملکہ نے یہ کلامِ شہزادہ عالی مقام سن کر کہا: آپ اپنا نام بتائیے۔ مجھے تو تمام عالم جانتا ہے کہ ملکہ نرگسی چشم ہوں۔" (جلد اوّل۔ ص ۵۸۱)	</p>
<p>	"بابا میں تمھارے بھلے کو کہتی ہوں۔ منگنی تمھاری ہوگئی ہے۔ اب تم پرائے گھر کی	</p>

	ہو۔ دولھا تمھارا جو سنے گا تو کیا کہے گا۔" (جلد اوّل۔ ص ۵۸۹)	
<p>	"ہمارے کام کو آپ کیا پوچھتے ہیں؟ ہم نے سیکڑوں گھر غارت کر دیے۔ لاکھوں کو بہلا پھسلا کر بیچ ڈالا، ہزاروں نسبتیں اور بیاہ کرا دیے اور صدہا طلاقیں دلا دیں۔۔ بہت بہو بیٹیاں جن کا دامن تک کسی نے نہ دیکھا تھا، ان کو نو نو یار کرا دیے۔" (جلد اوّل۔ ص ۵٦٦)	</p>
<p>	یہی کیفیت سیّارہ دیکھتا سنتا بارہ دری تک پہنچا۔ یہاں تلنگنوں کا پہرا کھڑا تھا۔ ایک تلنگن پکاری: ہو کمس دیر؟" (جلد اوّل۔ ص ٦١۴)	</p>
<p>	"اس غنچہ دہن نے کہا: لے بس بس، اپنے اڑھائی چاول الگ گلاؤ، ہاتھ بے طریق اپنی امّاں کے جا کر لگاؤ۔ اور سنو، میرے صاحب! کسی کی مجال ہے جو مجھے بُری نگاہ سے دیکھے۔ آج تک اتنا سِن آیا، سرکاری نوکری میں ہزاروں جگہ اکیلی دکیلی، ملکہ بڑاں جم جم، اُن کی سلامتی میں جانا ہوا، بھلا کوئی کہہ دے کہ اِس شخص کو ہم نے کسی سے ہنستے دیکھا تھا۔" (جلد دوم۔ ص ص ۱۳۵۔ ۱۳٦)	</p>
<p>	"بی لذّت بخش کوئی ٹھمری، کوئی غزل گاؤ، نمکینی دکھاؤ، ہم تو مدّت تک مشتری کے خریدار رہے۔ جس دن سے وہ خانہ نشین ہوئیں، لطف غزل کا اٹھ گیا، گانے کا مزا جاتا رہا۔ اُن کی فصاحت و بلاغت کی کیا تعریف کریں۔۔ "نائکہ نے جھلّا کر جواب دیا۔: جناب رسالدار صاحب! خطا معاف۔ اس چھوکری کے شہرے ہیں۔ یہ بھی شعر نظم کرتی ہیں۔ بتانے میں طاق، شہرۂ آفاق! ہاں چھوکری جو کل غزل یاد کی ہے بہاگ کے	</p>

	دھن میں سنا دے، برق چمکا دے۔ (جلد پنجم۔ حصّہ اوّل۔ ص ۴۷۳)	
<p>	نثر کا اتنا وسیع اور قوی استعمال بہ ذاتِ خود اہم ہے۔ کلیم الدین احمد نے طلسمِ ہوش رُبا کی زبان کو بجا طور پر مختلف رنگ کے دھاگوں سے گندھے ہوئے ڈور سے تشبیہ دی ہے: اس میں تصنّع بھی ہے اور اصلیت بھی، سطحیت بھی ہے اور گہرائی بھی۔ یہ عبارت سرد اور بے جان نہیں بلکہ زندہ ہے اور زندہ رہنے والی ہے۔"	</p>
<p>	ابھی پھر زندہ ہوکر نہر سے باہر نہ نکلا تھا کہ تصویر جادو نے وہ کمان اور تیر لاکر دیے اور کہا: ادب جو وہ دیو نکلے تو ان سے اسے قتل کرنا۔ بدیع الزّماں تیر کمان میں پیوستہ کر کے منتظر نکلنے اُس دیو کا ہوا کہ پھر وہ دیو حوض سے باہر آیا اور شاہزادے کی طرف لپکا۔ بدیع الزّماں نے تیر سینے پر اُس کے تاک کر مارا۔ بہ قدرتِ قادر بیچوں بیچ پہلا ہی تیر ہدفِ مراد پر بیٹھا اور اُس کے تودۂ پشت سے پار گزرا کہ چکر کھاکر زمین پر گرا اور جہاں تیر جسم پر لگا تھا وہاں سے ایک شعلہ آتش نکلا کہ اس سے سارے بدن کو جلاکر راکھ کر دیا۔ ایک شور و غوغا برپا ہوا۔ بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتیِ محافظ جادو را۔ اُس وقت بدیع الزّماں نے سجدہ شکر بہ درگاہِ قاضی الحاجات ادا کیا اور ملکہ کو تسکین اور دلاسا دیا مگر عمرو نے جس وقت سے کہ وہ دیو نکلا تھا گلیمِ عیاّری کو اوڑھ لیا تھا اور اپنے تئیں پوشیدہ کیا تھا کہ اے عمرو بدیع الزّماں جانے اور ملکہ جانے یہ کم بخت آپ سے اگر اس بلا میں گرفتار ہوا ورنہ میں چھڑاکر اب تک لشکر میں بھی پہنچا دیتا، اب جاکر حمزہ سے کہہ دینا کہ لونڈا تیرا خراب ہوگیا اور سب حال بیان کرنا۔ غرض جب وہ دیو مارا گیا، عمرو نے اپنے تئیں ظاہر کیا اور کہا: اونا شدنی خبردار! اب یہاں نہ ٹھہرنا، جلدی چل ورنہ کوئی اور آفت آیا چاہتی ہے۔ بدیع الزّماں نے کہا: اے تصویر! اب میں رخصت ہوتا ہوں۔ تصویر جادو نے کہا: میں	</p>

بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں، یہاں رہ کر کیا کروں گی۔ یہ سب خبریں جب افراسیاب کو آپ کے حالات کی پہنچیں گی تو میں مار ڈالی جاؤں گی۔ اُس وقت بدیع الزّماں نے خواصوں سے اپنا گھوڑا منگایا اور اس پر ملکہ کو بھی سوار کیا اور خود بھی سوار ہوا اور خواصوں سے کہا کہ تم ملازم ہو، تم سے کوئی مزاحم نہ ہوگا، بعد ہمارے چلے جانے کے تمھارا جدھر جی چاہے چلے جانا ہمارے لشکر میں کوہِ عقیق گلزارِ سلیمانی کی طرف آنا۔ یہ کہہ کر مع عمرو باغ سے نکل کر لشکرِ اسلام کی طرف کا راستہ لیا۔ اب ذرا احوال افراسیاب سنیے کہ باغِ سیب میں منتظر بیٹھا تھا کہ سر عمرو کا شرارہ جادو کے پاس سے آتا ہوگا کہ یکایک بگولے لاش کو شرارہ کی چکّر دیتے ہوئے باغِ سیب میں لائے اور بیروں نے اس کے صدا دی کہ اے شہنشاہِ ساحراں! شرارہ ماری گئی۔ افراسیاب یہ سنتےُ ہی غضبناک ہوا اور کتابِ سامری کو اٹھاکر دیکھا کہ شرارہ کا قاتل اب کہاں ہے اور بدیع الزّماں جو قید میں شرارہ کے تھا، چھوٹ کر کدھر گیا؟ اس کتاب میں معلوم ہوا کہ عمرو نے شرارہ کو مارا اور بدیع الزّماں اور عمرو دونوں باغ میں تصویر کے پہنچنے اور بدیع الزّماں نے محافظ جادو کو مارا، اب مع تصویر کے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہے۔ بس یہ معلوم کرکے افراسیاب نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی۔ ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا کہ اُس کے منھ اور ناک، کان سے شعلے آگ کے نکلتے تھے۔ کھورچندن کے تمام جسم میں لگے تھے، بتُ کہنی سے شانے تک بندھے تھے۔ اس نے افراسیاب کو سلام کیا۔ افراسیاب نے کہا: اے اژدر! جلد جا، بدیع الزّماں اور تصویر جادو مع عمرو کے دونوں لشکرِ اسلام کی طرف جاتے ہیں، انھیں گرفتار کرکے زنداں خانۂ طلسم میں لے جاکر مقید کر اور عمرو کو نہ گرفتار کر تاکہ وہ جاکر حمزہ کو اس حال کی خبر دے گا اور حمزہ ڈر کے ادھر آنے کا ارادہ نہ کرے گا۔ یہ مجردِ حکم افراسیاب اُسی وقت اژدر چلا۔ یہاں بدیع الزّماں کئی کوس باغ سے تصویر جادو

	کے دور نکل آئے تھے کہ ایک بار جھاڑی کے اندر سے ایک اژدہے نے سر نکالا اور بدیع الازماں کا سدّ راہ ہوا۔ عمرو نے تو فوراً گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا مگر بدیع الزّماں گھوڑا بڑھاکر اُس کے سامنے آئے تیر کمان میں جوڑکر اژدہے پر لگایا۔ وہ تیر قریب اژدہے کے پہنچا، اُس نے شعلہ آتش منھ سے چھوڑا کہ تیر جل گیا۔ اسی طرح بہت سے تیر لگائے سب تیر جل گئے اور اژدہے نے اپنا دم اوپر کو کھینچا، بدیع الزّماں اور تصویر جادو کو نگل گیا۔ عمرو نے اس وقت پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے۔	
<p>	ایک دن سہ پہر کے دربار میں اس نے لقا سے عرض کیا کہ آج رات میرے نام پر طبلِ جنگ بجے کہ کل ان خدا پرستوں کا کام تمام کروں۔۔۔ لقا نے طبلِ جنگ بجوایا۔ بادشاہِ اسلام سے ہرکاروں نے جاکر بعد دعا و ثنا کے اطلاع دی، یہاں بھی نقارہ سکندری پر چوب لگی۔ جانبین سے رات بھر تیاری رہی جب آئینۂ مہر میں شاہدِ صبح نے منھ دیکھا اور والنہار اذا تجلّی نے فروغ پایا، رات گزری اور دن آیا۔۔۔ دلاورانِ روز ہیجا لشکر لے کر میدان میں آئے اور صف شکنوں نے پرے جمائے۔ امیر ہمراہ بادشاہِ اسلام اور لقا مع حسینۂ نافرجام کے جانبیں میں آکر ٹھہرے۔ ساحر تمام باجے بجاتے بھجن گاتے ترسول اور پنسول لیے اسبابِ سحر ہمراہ جنگاہ میں کھڑے ہوئے۔ بعد صفوف آرائی جدال وقتال ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ حسینہ طاؤسِ سحر پر سوار ہوکر پرے سے نکلی اور لشکرِ اسلام کے سرداروں کو للکارا کہ ارادۂ حرب رکھتی ہوں۔ اے بندگانِ سرکش! تمھیں سزا دینے آئی ہوں۔ آؤ شمشیر کے طعمہ بنو۔ یہ نہیب سن کر۔۔۔ ابنِ حمزہ صاحب قران یعنی علم شاہ نوجوان، بادشاہ سے رخصت لے کر میدان میں چلے اور آکر حسینہ کے مقابل ہوئے۔ حسینہ نے سحر پڑھ کر صورت اپنی ایسی بنائی کہ نہایت حسین اور زہرہ جبیں ہوگئی کہ لب لعلیں رنگ لعلِ بدخشاں کا مٹاتا تھا اور دندان گوہرِ غلطاں کی آبروریزی فرماتا تھا، علم شاہ	</p>

دیکھتے ہی اس پر عاشق ہوگئے۔ ہر چند کہ سردار اور فرزندانِ امیر، ساحرہ گو کہ کیسی ہی حسینہ وجمیلہ ہو مگر اس کی طرف توجہ نہیں کرتے لیکن بہ سبب سحر کے حسینہ پر شیفتہ ہوئے اور ایسے مبہوت ہوگئے کہ اپنے سروپا کا ہوش نہ رہا۔ سوائے چہرہ زیبائے دل دار کچھ نظر نہ آتا تھا۔ نہ میرا خیال نہ بادشاہ کا پاس اور جب شیدائے یک دیگر میں باہم افسانہ حسن و عشق پڑھا گیا، حسینہ لشکر کی طرف چلی اور شہزادہ ہمراہ ہوا، اُس وقت بختیارک نے طبلِ بازگشت بجوایا، امیر بھی رنجیدہ اور دل کبیدہ میدان سے پھرے اور یہاں بختیارک نے سردار واسطے استقبالِ علم شاہ کے بھیجے کہ وہ پیشوائی کر کے لے گئے۔ لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ علم شاہ داخل ہوئے۔ سب نے اُٹھ کر تعظیم کی اور یہاں آکر قریب حسینہ جادو کے بیٹھے اور شعرِ عاشقانہ پڑھنے لگے۔ بختیارک نے شہزادے سے عرض کیا کہ باعثِ تشریف آوریِ حضور کیا ہے؟ علم شاہ نے کہا: ملک جی میں تمھارا بندہ بے دام ہو جاؤں گا، تم میرے وصل پر ملکہ کو رضا مند کردو۔ بختیارک نے جواب دیا کہ آپ کے کام میں کوشش وسعی وافر کروں گا، پھر آئندہ آپ کی تقدیر، دیکھیے میں ابھی ملکہ کو سمجھاتا ہوں۔ یہ کہہ کر پاس حسینہ کے بیٹھا اور علم شاہ سے کہا: آپ اٹھ جائیے۔ یہ اٹھ کر علاحدہ کرسیِ پرُزر پر بیٹھے۔ بختیارک نے حسینہ سے اطلاع دی کہ اے ملکہ یہ فرزند امیر ایک بار ملکہ زلفیں جادو دختر خان اعظم صلحال بن دال دیو بن شمامہ جادو پر عاشق ہوا تھا، زمانہ مقابلہ نوشیرواں میں اور زلفیں جادو نے یہ شرط کی تھی کہ سر اپنے آپ حمزہ صاحب قران کا اگر میرے مہر میں دو تو تمھارے ساتھ میں نکاح کروں۔ اس شہزادے نے مقابلہ امیر سے اس زمانے میں کیا تھا لہذا میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اسے حسینہ چند شرائط اس سے کرو، ایک تو یہ کہ سر اپنے آپ کا لاوے اور دوسرے یہ کہ بارگاہِ سلیمانی بادشاہِ لشکرِ اسلام سے لائے کہ اس میں کھو میں نکاح کروں گی اور تیسری شرط یہ کہ خداوند لقا کو سجدہ

	کرے اور اے حسینہ تم کھنچی اور رُکی رہو یہ نہیں کہ جوان خوب صورت دیکھ کر وصل پر راضی ہو جاؤ۔ اس لڑائی میں دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ امیر اگر شہزادے کے ہاتھ سے قتل ہوئے چشمِ ما روشن دلِ ما شاد اور اگر علم شاہ مارا گیا تو امیر اس کے غم میں روتے روتے ہلاک ہو جائیں گے اور لشکرِ اسلام میں سے کوئی شخص علم شاہ کا قتل نہیں کرے گا اور یہ تمھارے اشتیاق میں ہزاروں کو ہلاک کرے گا۔ حسینہ نے یہ تقریر سن کر جواب دیا۔ کہ ملک جی تم نے تدبیر بہت عمدہ تجویز کی ہے۔	
<p>	افراسیاب نے حکم کیا کہ دریائے خونِ رواں کے پار اسے لے جاؤ اور گنبد نور کے سامنے طلسم ظاہر میں جو میدان وسیع ہے، وہاں لکڑیوں کا انبار کر کے اسے سامنے لشکرِ مہ رُخ کے جلا دو کہ وہ بھی اس کا حالِ خراب دیکھے اور وہاں تک عیّار وغیرہ سب آسکتے ہیں۔ دیکھوں کہ اس کو کیوں کر چھڑا لے جاتے ہیں۔۔ یہ حکم سن کر کئی ہزار ساحر آفت کو مقیّد کر کے بہ حفاظتِ تمام لے چلے۔ تمام طلسم باطن میں غلغلہ پڑ گیا اور آفت کے گھر میں بھی یہ خبر پہنچی، زوجہ اُس کی ملکہ ہلال سحر افگن جادو مع کئی سو کنیزانِ خوش جمال کے روتی پیٹتی چلی کہ دیدار آخری اپنے شوہر کا دیکھ لوں۔۔۔ ساحرانِ غدّار آفت کو لیئے ہوئے اُسی میدان میں پہنچے (یک ساحر تدبیر نام لکڑیاں منگوا کر انبار کرنے لگا۔ اُدھر عیّاروں نے آفت کو چھڑانے کا بیڑا اٹھایا) برق فرنگی قریب اُس میدان کے جب آیا اُس نے تدبیر کو لکڑیوں کی تدبیر کرتے دیکھا۔ جناب بے ہوشی اس کے منھ پر لگا کر اسے بے ہوش کر دیا اور غار میں کپڑے اتار کر بند کر کے اس کی صورت آپ بن کر آیا اور ہر سمت انتظام لکڑیاں جمع کرانے کا کرنے لگا۔ اب لکڑیوں کو اس طرح انبار کرایا کہ بیچ انبار میں اس کے جوف رکھا، ایسا کہ گر چاہیں تو دو تین آدمی اس جوف میں اتر کر جدھر چاہیں چلے جائیں۔ یہ تو اس کام میں مصروف ہے کہ قران بھی یہاں آیا اور لکڑیوں کا	</p>

	انبار دیکھ کر ایک جگہ جنگل میں بیٹھ کر نقب کھودنے لگا کہ نیچے لکڑیوں کے جا کر نکلوں۔ اس وقت ضرغام اور جاں سوز بھی آئے اور صورت ساحروں کی بنا کر لکڑیوں کے ڈھیر پر روغن بے ہوشی آمیز اور بے ہوشی ڈالنے لگے۔ یہ سب تو اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں لیکن ذکر عمرو کا سنیے کہ یہ جو مشورہ کر کے چلا، کنارے کنارے دریائے خونِ رواں کے روانہ ہوا یہاں تک کہ قریب ایک باغ کے پہنچا۔ دیکھا کہ کئی سو عورتیں سیہ پوش ملکہ کو گھیرے مشغولِ گریہ و بکا ہیں اور بیچ میں وہ غیرتِ ماہِ تاباں خسوف الم میں مبتلا، اپنے شوہر حزیں کو یاد کر کے بلبلاتی ہے اور روتی ہے۔۔۔۔ عمرو نے بین کرتے جو اُس کو سنا سمجھا کہ یہ زوجۂ آفت ہے، فوراً گوشۂ باغ میں چھپ کر صورت اپنی ایک ضعیفہ عورت کی بنائی کہ سر سفید، کوزہ پشت، لکڑی ہاتھ میں لیے، روتی ہوئی، ہائے اے فرزند! کہتی ہوئی سامنے اُس نازنین کے پہنچی اور سر سے پا تک بلائیں لیں۔ گلے لگا کر روئی اور کہا: میں آفت کی کھلائی ہوں۔ غرض بعد رونے پیٹنے کے کہا: اے ملکہ درِ باغ تک تم تنہا میرے ساتھ چلو۔ میں ایک تدبیر کو بہر رہائی تمھارے شوہر کے، جاتی ہوں، تم بھی وہ کیفیت سُن لو۔ ہلال سب کو چھوڑ کر اکیلی بڑھیا کے ساتھ چلی۔ عمرو نے اس کو تنہائی میں لا کر حباب بے ہوشی منھ پر مارا کہ بے ہوش ہو گئی۔ پس پیرہن اس کا لے کر اپنی صورت مثل اُسی کے بنائی اور اُسے زنبیل میں رکھ لیا۔ وہاں سے جب پھر کر اُسی جگہ آیا کہ وہ کنیزیں کھڑی تھیں۔ یکایک پکارا کہ ست ست! اُس وقت کنیزیں انسیں، جلیبیں قدم پر گر کر سمجھانے لگیں کہ اے نازک بدن، یہ سِن و سال تیرا جلنے کے قابل نہیں۔	
<p>	اُن کے بعد قاسم اور نورالدہر اور ایرج اور علم شاہ وغیرہ بیٹے پوتے اور سردار مثل لندھور اور مالک اور فرامرزا اور جمہور وغیرہ کے روانہ ہوئے۔ ایک سمت سے طبل	</p>

وبوق کی صدا بلند ہوئی اور پلٹن اور رسالے اور پیادہ و سوار لینا لینا کہتے چلے۔ پھر تو بادشاہ بھی مع تاجدارانِ ذی وقار کے تختِ مرصّع پر سوار برآمد ہوئے۔ طبلِ سکندر پر چوب پڑی، فلک تھرایا اور زمیں ہلی۔۔ لشکریانِ عدو نعرۂ امیر سن کر لرزاں ہوئے۔ مگر لقا کے سامنے بختیارک اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر اذان دینے لگا کہ میں پہلے ہی کہتا تھا او مشرک خدا تو مسلمان ہوجا، اب دیکھ کہ حمزہ تیری جان پر کیا آفت لاتا ہے اور میں تو اوّل ہی سے مسلمان ہوں۔ لقا نے یہ معاملہ دیکھ کر نعرہ مارا کہ سر عمرو کا جلد جدا کر ڈالو۔ سپاہی اور جلّاد بڑھے تھے کہ ادھر مخمور نے مخفی کچھ سحر ایسا پڑھا کہ کوئی نہ بڑھ سکا اور امیر نے صفوں کو زیرِ تیغ براں رکھ لیا۔ پھر تو حضار جادو اور ساٹھ ہزار ساحر ناریل و ترنج سحر کے مارتے تھے اور امیر اسمِ اعظم پڑھتے قتل کرتے بڑھتے ہوئے آتے تھے کہ یکایک ایک سمت سے نعرۂ شاہزادہ قاسم بلند ہوا۔۔ ایک جانب سے نعرہ نورالدہر کا ہوا۔۔ مخمور اپنی کنیزوں کو لے کر علاحدہ جا کھڑی ہوئی اور ساحروں پر سحر کرنے لگی تاکہ میرے مطلوب شاہزادہ نورالدّہر پر اور اس کی فوج پر سحر تاثیر نہ کرے۔ اس کے سحر کرنے سے جو کوئی شاہزادے کے قریب آتا تھا بچ کر زندہ نہ جاتا تھا اور عیّارانِ لشکرِ اسلام نے باہم مشورہ کیا کہ سوائے امیر کے اور کوئی لشکری ردِ سحر نہیں جانتا ہے، ایسا نہ ہو کہ لشکری مسحور ہو جائیں لازم ہے کہ ہم سب عیاّر بھی جا کر مقابلہ کریں۔ یہ سوچ کر ایک لاکھ اسیّ ہزار عیاّر بانہ ہائے عیاری راست اور چست ہو کر چلے، دھمدھمیاں بجنے لگیں، وہاں آ کر پہنچے کہ جہاں ساحروں کا غول تھا اور گولے فولادی ہار فلفل سوئیاں وغیرہ ساحر لگا رہے تھے۔ عیاّروں نے ہوا کے رُخ پر کھڑے ہو کر حقّہ ہائے آتشبازی داغ کر صفِ لشکرِ ساحراں پر لگائے۔ ایک لاکھ اسیّ ہزار حقہ ایک بار آ کر لشکر میں پھٹا اور اُن میں سے ایسا دھواں پیدا ہوا کہ سارا زمانہ تاریک ہوگیا، ساحروں کے منھ جھلس گئے اور گھبرا کر کوئی کسی طرف اور کوئی کسی جانب

بھاگا۔ بعض اُڑکر چلے۔ اس وقت مقبل وفادار کہ تیر انداز بے بدل ہے اُس نے چالیس ہزار ناوک فگن لے کر حملہ کیا اور تیر مارنا شروع کیے۔ طائر روحِ ساحراں صید ہونے لگے۔ ایک طرف سے حضار اُڑکر چلا تھا کہ مقبل نے تیر دِل دوز تاک مارا، اس کے سینے پر پڑا اور مہرۂ پشت کو توڑکر پار گزر گیا، قلابازی کھاکر زمین پر گرا اور تڑپ کر ہلاک ہوا۔ اُس کے مرتے ہی غلغۂ دار و گیر برپا ہوا اور عمرو جو اُس کے سحر میں مبتلا تھا چھوٹ گیا۔ ادھر سردار لڑتے بھڑتے قریب عمرو کے پہنچے اور ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹ دیں۔ عمرو گھبراکر اٹھا اور جست کر کے تخت لقا پر چڑھ گیا۔ ایک دھول بڑے زور سے اس کے سر پر لگائی اور تاج اُتار لیا۔ بختیارک نے کہا: لیجئے بسم اللہ مال آپ کا ہے اور اپنا رفیدہ اور دوشالہ وغیرہ اُتار کر سامنے کیا۔ خواجہ نے وہ بھی لیا اور جس نے اُن کو گرفتار کرنے کا قصد کیا عمرو نے خنجر مار کر راستہ ملکِ عدم کا دکھلایا۔ خلاصہ یہ کہ جب فوجِ ساحراں نے شکست کھائی اور انظار جادو با معدودے چند بھاگ کر زندہ بچا، اُس وقت لشکرِ اسلام کا غلبہ زیادہ ہوا۔ عمرو بھی لڑتا اور لوٹتا ہوا قریب مرکبِ صاحب قران پہنچا اور ایک کو بوسہ دیا۔ امیر گھوڑے سے اتر کر گلے سے لپٹ گئے۔ عمرو نے عرض کیا ابھی لڑائی فتح ہوئی۔ حضور سوار ہوں، میں ہمراہ ہوں۔ امیر دوبارہ سوار ہوئے اور نعرہ اللہ اکبر کر کے حملہ آور تھے۔ پھر عجیب ہنگامہ، آفت گرم ہوا۔۔۔ جس دم امیر تختِ لقا کے قریب پہنچے، بختیارک نے طبلِ بازگشت بجوادیا کہ یہی آئین امیر کا ہے۔ یعنی جب طبلِ امان لشکرِ مخالف میں بجتا ہے تو امیر حریف کو طالبِ امان سمجھ کر پھر مقابلہ نہیں فرماتے۔ غرض جس وقت نقارہ امان بجا لشکر دونوں جانب کے پھرے۔ امیر بھی بارگاہ کی طرف واپس ہوئے۔

<p> اِدھر شہنشاہِ ساحراں نے صدا دی کہ اے ظلمات جلد حاضر ہو۔ اتنا کہتے ہی ایک تڑاقا ہوا اور فلک کی طرف سے وہ ساحرِ خبیث دیوپیکر اترا۔۔ جب شہنشاہ کو اس نے </p>

سلام کیا، اس نے حکم دیا کہ میں نے تجھ کو ملکِ طلسمِ حیرت کا بادشاہ کیا لیکن اس شرط سے کہ عمرو وہاں ہے اور کسی کے ہاتھ نہیں آتا ہے، تم اس کو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجو، تمھیں حکومت وہاں کی مبارک ہو۔ ظلمات اژدرِ خوں خوار پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعدِ قطعِ مسافتِ راہ شہر حیرت میں پہنچا۔۔ کارپردازانِ مملکت نے ایک بارہ دری نہایت پُرتکلف فرشِ ملوکانہ اور اسبابِ شاہانہ سے نافِ شہر میں آراستہ کر دی۔۔

ظلمات نے حکم دیا کہ خاصہ حاضر کروتاکہ اکل و شرُب سے فارغ ہوکر، سحر خوانی میں مصروف ہوں۔ حسبِ ارشاد بکاولوں نے طعامِ لذیذ انواع و اقسام کا موجود کیا اور دسترخوان اطلسِ رومی کا بچھایا، اس پر گردہاے نان کہ مثل قرصِ قمر کے افقِ منوّر تنور سے طالع ہوئی تھیں رکھیں اور قفلیاں شیر برنج کی جو ماہتاب کی قفلی کو اپنے روبرو سرد بنائی تھیں چن دیں۔ نانِ آفتابی گرما گرم پنجۂ آفتاب سے گرتی تھیں اور نانِ ہوائی خاطر کوفتگانِ ہوا و ہوس بڑھاتیں۔۔ بعدہ ترتیب سفر گستری ظلمات مع رفقا کے کھانے لگا۔ اس وقت عمرو نے (کہ بہ شکلِ مبدّل درِ کاخ پر آکر ٹھہرا تھا) خوان کھانے کے اندر قصر کے جاتے دیکھ کر تجویز کیا کہ اس وقت ظلمات کھانا کھائے گا۔ یہ معلوم کرکے اپنی صورت مثل ایک رکابدار کے گوشے میں ٹھہراکر بنائی یعنی سر اپنا مونڈکر ٹوپی چوگوشیہ پہنی اور لنگی زانو تک باندھی۔ پاؤں میں بڑی نوک کا جوتا پہن کر دوہر کمر سے لپیٹی اور تھال ہاتھ پر رکھا، مرزائی کمر تک کی زیبِ قامت فرمائی۔ تھال میں سموسے اور مٹھائی کے جانور بنے ہوئے لگائے۔ ایک ایک سموسے کی سو سو پرتیں اس طرح بنائیں کہ ایک پرت اٹھاؤ سَو پرت الگ الگ ہو جائیں اور پھر ملِ رہیں۔ تکلف یہ کہ ایک پرت سلونی، دوسری چاشنی دار، تیسری مٹھی، چوتھی بالکل ترش، اسی طرح سَو پرت کا الگ الگ مزا اور ذائقہ و لذّت ہے اور کھجلے اس ترکیب سے ایک سو پرت کے بنائے کہ ہر پرت

	میں شیرہ انگور کا بھرا تھا، نہایت عمدہ کہ ذائقہ ان سے ٹپکتا تھا۔ لوزات اور شاخیں پنجۂ نگاریں لعبتانِ چین و چگل کو شرماتی تھیں ۔ اچار و مربّہ وہ لذیذ کہ پھانکیں اس کی چشمِ عشوہ گرانِ نمکین کو اپنے اوپر لبھاتی تھیں ۔ غرض کہ اس طرح کے پکوان اور مٹھائی آراستہ کر کے سب کو زہر آلود کیا اور وہ سم قاتل اس میں ملایا کہ جس کے سونگھنے اور دیکھنے سے انسان پانی ہوجائے اور کسی تریاق سے صحت نہ پائے ۔ یہ تدبیر کر کے تھال ہاتھ پر رکھے، اندر قصر کے آیا اور ظلمات کو سلام کر کے تھال سامنے رکھ دیا۔ اُس نے دیکھا کہ جانور سبز و سرخ تھال میں رکھے ہیں اور خوشے انگور کے ایسے ہیں کہ ابھی گویا ڈالی سے ٹوٹے ہیں ۔ کھجلے کی پرتیں الماس کی ظاہر ہوتی ہیں، ایسی آب و تاب رکھتی ہیں ۔ یہ دیکھ کر سب ساحر تعریف کرنے لگے ۔۔ اس میں ایک شخص نے کہا: میاں رکابدار تمھارا نام کیا ہے؟ رکابدار نے بتایا کہ فدوی کو استاد چرب دست کہتے ہیں اور پکارنے کا نام خردبرُد ہے ۔ لوگوں نے کہا: دونوں نام اسم بامسمیٰ ہیں ۔ کیا کہنا! ایک نے کہا: دیکھیے یہ مٹھائی کے طائر کیا عمدہ بنائے ہیں ۔ دوسرا بولا کہ کیوں میاں چرب دست! ایسا جانور بھی بنا سکتے ہو جو اُڑ سکے؟ رکابدار نے کہا: جناب آپ کو وہ مرغا بنا کر دکھاؤں جو گھر تک اُڑتا ساتھ جائے ۔ اس کلام پر سب نے قہقہہ لگایا کہ میاں چرب دست بڑے ظریف معلوم ہوتے ہیں ۔ ظلمات نے کہا: جواہر میں تولنے کا آدمی ہے لیکن ایسا شخص مفلوک رہے ۔	
<p>	وہ محتالہ فقیرنی بن کر لشکر مہ رخ میں آئی اور ہر طرف خیمہ و بارگاہ کے در پر مانگنے لگی ۔ ایک دن سراپچے بارگاہ کے اٹھے تھے اور مہ رُخ سیرِ دشت کر رہی تھی، دربار معمور تھا کہ اس عجوزہ نے روبرو آکر دعا دی او سوال کیا۔ مہ رُخ نے اس کو بارگاہ میں بلایا اور پوچھا کہ بڑھیا تو کون ہے؟ اس نے کہا: واری میں سب عزیزوں کو کھا گئی، اب تنہا	</p>

	عاقبت کے بوریے اٹھانے کو رہ گئی ہوں۔ ایک جگہ نوکری کی تھی، آپ جانیے اپنے مزاج میں وہی خوبو کسی کی بات سہنے کی عادت نہیں، انھوں نے بھی چھیڑا دیا۔ آخر بھیک مانگنے لگی۔ بی بی اب بہت آرام سے ہوں، دن بھر مانگنا اور شام کو پیر پھیلا کر سو رہنا۔۔ مہ رُخ نے ارشاد فرمایا کہ تو میرے یہاں بقیہ عمر اپنی بسر کر۔ سرکار سے کھانا دونوں وقت ملے گا، کپڑے دیے جائیں گے، خیمہ رہنے کو پائے گی، ایک ملازم کاروبار کے لیے تیرے پاس رہے گا اور کچھ کام تجھ سے نہ لیا جائے گا۔ کٹنی نے یہ عنایت دیکھ کر زبان کو صفت وثنا میں کھولا اور براہِ مکاّری دَرجِ دہن سے گوہرِ سخن کو میزانِ بیان میں تولا: میں بھی یہی امید کرکے آئی ہوں کہ مدّتُ العمر سایۂ عاطفتِ پیرایۂ دامنِ دولتِ حضور میں رہوں اور زمزمۂ مناجاتیوں میں شمار کی جاؤں۔	
<p>	مہ رُخ نے براہِ غریب نوازی پوشاک منگوا کر عنایت فرمائی، خیمہ رہنے کو دیا، کھانا مقرر کیا۔ یہ جا کر ساکن ہوئی۔ اتفاق سے جس وقت یہ بارگاہ میں آئی تھی کوئی عیاّر نہ تھا کس لیے عیاّر تو کم بارگاہ میں رہتے ہیں اور عمرو خیمہ مخمور میں بہت رہتا ہے کیوں کہ مخمور ہر وقت حال نورالدّہر کا پوچھتی ہے۔۔ قصہّ کوتاہ کٹنی نے خالی میدان پا کر مہ رُخ کے دل میں گھر بنایا اور اپنے افسوں آمیز افسانوں پر خوب لبھایا۔ ہر وقت کی مصاحبت گرم کرنے لگی اور جویاے وقت تھی۔ ایک دن اس نے اپنی ہنرمندی دکھانے کو پلاؤ بہت خوش ذائقہ پکایا اور دسترخوان پر سامنے مہ رُخ کے لگایا۔ مہ رُخ نے اس کو عمدہ سمجھ کر کہلا بھیجا کہ اللہ اے مخمور! تم کیا آئیں خواجہ کے دیکھنے کو ہم ترس گئے۔ آج تم بھی آؤ اور عمرو بھی آئیں، دسترخوان بچھا ہے پلاؤ بہت مزے کا پکا ہے، نوش فرمائیں۔ جب یہ پیغام پہنچا مخمور اور عمرو آ کر دسترخوان پر بیٹھے۔ مہ رُخ نے کہا: خواجہ سلامت! ہم نے ایک نیا ملازم رکھا ہے۔ اس کو سب باتوں میں دخل ہے، رکابداری بھی جانتا	</p>

	ہے، اسی نے پلاؤ پکایا ہے۔ عمرو کو یہ تقریر سُن کر خیال آیا کہ کہیں صرصر رکابدار بن کر آئی ہوگی۔ یہ سوچ کر قاب اٹھا کر پلاؤ کو سونگھا اور زنبیل سے پتھر نکال کر چاولوں کو رگڑا، پوچھا وہ رکابدار ملازم نیا کہاں سے آیا ہے؟ مہ رُخ نے سب حال بیان کیا: وہ ایک فقیرنی ہے، میں نے رکھ لیا ہے۔ اس نے کہا: سامنے بلواؤ۔	
<p>	اُس وقت شہنشاہِ طلسم آئینے میں ظاہر ہوا۔ آج وہ تاج سر پر دیے تھا کہ دیدۂ روزگار جس کے دیکھنے کا محتاج تھا اور وہ قباے پُرزر زیبِ بر فرمائے تھا کہ قباے زنگا رنگِ فلک کی قبا جس کے مقابل نیلی اور سیاہ تھی۔ خلاصہ یہ کہ جب شہنشاہ طلسم ظاہر ہوا، ہزاروں گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے۔ سب سے اوّل حیرت نے کشتی انگوٹھی کی نذر دی۔ شہنشاہ نے مسکرا کر نذر قبول کی، تورے پوش ہٹا کر انگوٹھی کو ہاتھ میں لیا، پہلے جمشید کو سجدہ کیا پھر انگوٹھی کو پہنا۔ نگینہ انگوٹھی کا آفتاب سے زیادہ روشن تھا مگر یہ ثابت نہ ہوتا تھا کہ کس چیز کا ہے۔ کچھ نقش اُس پر جادو کے کندہ تھے کہ جس کی وجہ سے ساحر اور خبیث مطیع اور سرافگندہ تھے۔ غرض کہ جب انگوٹھی بادشاہ نے ہاتھ میں پہنی، فوراً تالی بجائی؛ ایک طاؤس کہ جس کا چہرہ پریزاد کا تھا اور سارا جسم طاؤس کا تھا، ناک میں نتھ اور کانوں میں جڑاؤ پتّے بالیاں پہنے تھا، سامنے شاہِ طلسم کے آیا۔ شاہ نے فرمایا کہ اے طاؤسِ طلسمی! میں نے تجھ کو امتحان کی راہ سے بلایا کہ دیکھوں انگشتریِ جمشید کام دیتی ہے یا نہیں؟ طاؤس نے عرض کی کہ جس کے پاس انگوٹھی ہوگی، مجھ پر کیا، تمام طلسم اس کا تابعدار ہے۔ شہنشاہ نے کہا: اچھا جاؤ اور عمرو کو کہ خداوند سے باغی ہے، پکڑ لاؤ۔	</p>
<p>	طاؤس اُسی وقت حسبِ حکم شہنشاہ روانہ ہوا اور بارگاہِ مہ رُخ میں چکر مار کر اُترا، پکارا: خواجہ تم کو شہنشاہِ افراسیاب جادو نے یاد کیا ہے۔ یہاں طاؤس کے آنے سے اوّل تو عمرو تیار ہوا کہ بھاگ جاؤں مگر آواز مور کی سن کر قلب پھر گیا، بولا کہ غلام حاضر ہے۔ یہ کہہ کر	</p>

قریب گیا۔ طاؤس نے منقار میں داب لیا اور پیٹھ پر لاد کر اُڑا اور سامنے شہنشاہ طلسم کے لاکر زمین پر ڈال دیا۔ عمرو نے اُٹھ کر بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ جاہ و جلال آج شاہِ جادواں کا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا، تھر تھر مثلِ برگِ بید کے کانپنے لگا۔۔ افراسیاب نے کرسی بیٹھنے کو دی۔ عمرو تسلیم کرکے بیٹھا۔ شاہِ جادواں نے کہا کہ میں نے تجھ کو اس لیے بلایا ہے کہ سمجھادوں یعنی تو اور ہمراہی تیرے اگر آسمان پر بھی جاکر چھپیں گے جب بھی گرفتار ہونے سے نہ بچیں گے۔ پس لازم ہے کہ سب کو سمجھا کر لے آ اور سامری و جمشید و لقا کو سجدہ کرکہ جان تیری بچ جائے۔ عمرو نے بہ جواب اس سوال کے عرض کیا کہ مجھے اپنے نفس پر اختیار ہے۔ میں ابھی سامری پرست ہوتا ہوں اور لوگوں کو میں سمجھاؤں گا، ماننا اور نہ ماننا اُن کا کام ہے۔ افراسیاب نے کہا "تیرا سامری پرست ہونا لائقِ اعتبار نہیں۔ میں نے صرف اپنا جاہ جلال دکھانے کو تجھے بلایا تھا کہ دیکھ مجھ میں یہ طاقت ہے۔ اچھا اب جا اور لوگوں کو سمجھا۔ اگر اس کے خلاف کیا تو سزا پائے گا۔ یہ کہہ کر طاؤس سے حکم دیا کہ اس کو پہنچا آ۔ طاؤس لے کر بارگاہِ مہ رُخ میں آیا۔ ادھر افراسیاب نے کہا کہ عمرو بے شک باغیوں کو سمجھائے گا کیوں کہ آج دباؤ کھا گیا۔ حیرت نے کہا: وہ مکّار ہے۔ الامر فوق الادب! براہِ تعظیم میں یہ مثل عرض کرتی ہوں کہ آزمودہ را آزمودن جہل است۔ کئی بار یہ اتفاق ہوچکا ہے کہ وہ آیا اور مکر کرکے چلا گیا۔ شاہ نے سن کر ایک پتلا کاغذ کا کترا اور انگشترِی جمشید اُس پر لگادی کہ لوٹ کر مثل انسان کے وہ ہوگیا، اُس سے کہا: تو جا اور بارگاہِ حریف میں جاکر بروے ہوا ٹھہر یا قبہٴ بارگاہ پر بیٹھ کر سننا کہ عمرو کیا کہتا یا کیا گفتگو کرتا ہے۔ پتلا حسبُ الحکم اُڑ کر آیا اور قبہٴ بارگاہ پر چھکا بیٹھ کر گفتگو سننے لگا لیکن جب طاؤس عمرو کو بارگاہ میں لایا سب خوش ہوئے، طاؤس پکارا کہ جو وعدہ تو شاہ طلسم سے کر آیا ہے، خبردار اس کے خلاف نہ کرنا ورنہ بہت بُرا حال ہوگا۔

<p>	اسی طرح لوٹ مار کر سب اپنے لشکر کی جانب چلے لیکن عیاّر بچیاں جو نکال دی گئی تھیں، اس ہنگامے کو دیکھ کر حیران ایک جگہ قتل و غارت کے خوف سے ٹھہر رہیں اور کہا: شاہانِ طلسم اور حیرت کو شاید ان عیاّروں نے مار ڈالا، چلو ذرا خبر لیں۔ یہ کہہ کر بہ صورتِ مبدّل باغِ جمشید میں گئیں اور ملکہ کو ہوشیار کیا۔ آنکھ کھلتے ہی اس نے عجب ہنگامہ دیکھا کہ نہ بارگاہیں نہ میلا، نہ آرائش نہ زیبایش۔ قتلِ عام ہے، بھگدڑ پڑی ہے، لوٹ ہو رہی ہے۔ یہ دیکھ کر بلبلا کر اُڑی لیکن لاکھوں ساحر اپنے پرائے پھرتے تھے، کِس سے لڑے، اکیلی کِس کو روکے؟ آخر ستونِ بارگاہ تھام کر رونے لگی۔	</p>
<p>	یہاں مہ رُخ اور عیاّر وغیرہ نکل کر اپنے لشکر میں پہنچے۔ عمرو نے کہا: اے ملکہ سب سردار اپنی اپنی صورت کا پتلاُ یہاں بٹھائیں اور ایسا سحر کر دو کہ ناچ بارگاہ میں ہو اور پیمانہ عشرت گردش پذیر رہے۔ نہ مجردِ ارشادِ خواجہ یہی سامان سب نے کیا۔ سب کے ہم شبیہ کرسیوں و دنگلوں پر جلوہ گر ہوئے، رقص و سرود کا جلسہ ہوا۔ یہ تدبیر جب ہو چکی، کئی ہزار ساحر مگر ایسے ویسے بہیرو بنگاہ کے لوگ اس جگہ طلایہ داری پر مامور کیے اور کہا: کوئی آفت آئے تو بھاگ جانا اور کُل لشکر کو مع سردارانِ ذی رُتبہ کے ہمراہِ نافرمان کر کے حکم دیا کہ کوہِ سیاہ میں جا کر فروکش کرو اور عیاّروں سے کہا: تم بھی ساتھ جاؤ۔ سب طرح ہوشیاری رکھنا۔ یہ لوگ نافرمان کے ساتھ کوہِ سیاہ کی طرف گئے، وہاں پہنچ کر خیمۂ سیاہ میں سردار اور صحرا و کوہ میں لشکر ٹھہرا۔ عیاّر گردِ لشکر خبر گیری کو پھرنے لگے۔ خلاصہ یہ تو سب آرام پذیر ہیں مگر ہوشیار ہیں اور عمرو گلیم اوڑھے وہیں ٹھہر رہا ہے مگر افرا سیاب کی سینے کہ باغِ عشرت کے قریب جا کر خیال کیا کہ عیاّر کوہستان میں کسی غار میں چھپے ہوں گے اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی ہوگی، بس اور عیاّروں کو چل کر گرفتار کر عمرو اُن کی رہائی کو آئے گا، گرفتار کر لینا۔ یہ سوچ کر قریبِ صحرا پہنچ کر ٹھہرا اور خبیث و بلا ہائے	</p>

طلسم ہمراہ آئے ہیں، اُن کو حکم دیا کہ عیاّروں کو جاکر ڈھونڈو۔ وہ سب چلے اور شہنشاہ ٹھہر رہا۔ اُس وقت میلے کے لوگ کہ چار سمت بھاگے تھے کچھ ادھر بھی جانکلے۔ اس نے دیکھا کہ بہت آدمی گروہ گروہ عورتوں اور بچّوں کو ساتھ لیے، سر برہنہ خاک اُڑاتے بھاگ جاتے ہیں۔ جادوگرنیاں بال منھ پر بکھرائے، ساریاں نچُی ہوئیں، بعض اوپر کے جسم سے برہنہ اور بعض جسمِ پائیں سے بدحواس، سحر فراموش از خود رفتہ گویا بے ہوش بھاگی جاتی ہیں شاہ نے انھیں بلاکر پوچھا: تم کون ہو؟ کیا ماجرا ہے؟ وہ شاہِ جادواں کو پہچان کر روئے اور پکُارے کہ ہم لوٹے گئے، بچےّ ہمارے قتل ہوئے اور سب کیفیتِ غدر بیان کی۔ سنناُ تھا کہ غضب طاری ہوا اور بلاؤں اور ہمراہیوں کو ساتھ لے کر پھرا، آکر عجیب عالم میلے کا پایا، چیونٹی نے فیل مست کو پست کیا۔ ایک سناّٹا ہر سمت تھا۔ دکانیں برباد، بارگاہیں جلے ہوئے ڈھیر، غرض چار طرف اندھیر! حیرت جوگریاں و نالاں تھی، اُس کو تسکین دے کر اپنے ساتھ لیا کہ میں ابھی سب کو غارت کیے دیتا ہوں۔

</body></text>
</Doc>